مدارجِ سلوک

از جناب ڈاکٹر ولی الدین صاحب صدر شعبۂ فلسفہ جامعہ عثمانیہ

تصفیہ قلب | تصفیہ قلب سے مراد یہ ہے کہ آئینۂ قلب کو ہموم و غموم دنیوی، میل اپنائے دنیا حبِ دنیا و اندیشۂ مالایعنی سے پاک و صاف کیا جائے، قلب کے دو معنی ہیں، ایک معنی کی رو سے قلب گوشت کا وہ لوتھڑا ہے جو صنوبری شکل کا ہوتا ہے، اور سینے کے بائیں طرف رکھا گیا ہے اس کے اندر تجویف ہے، اس تجویف میں خون ہے، اور یہی روح کا منبع سمجھا جاتا ہے۔ اس قلب سے ہمیں بحث نہیں، یہ اطباء کا معروض بحث ہے، یہ دل بہائم میں بھی موجود ہے بلکہ مردے کے جسم میں بھی یہ موجود ہوتا ہے، قلب کے دوسرے معنی بھی ہیں، اس معنی میں وہ ایک لطیفۂ ربانی روحانی ہے، اس لطیفہ کو قلب جسمانی سے تعلق یا لگاؤ ہوتا ہے، یہی لطیفۂ ربانی حقیقت انسان ہے اسی کو ادراک، علم و عرفان ہوتا ہے یہی ہر خطاب کا مخاطب، عتاب کا معاتب، عقاب کا معاقب ہوتا ہے اور اس کا تعلق لحم صنوبری سے ویسا ہی ہے جیسا کہ عرض کا جسم سے، وصف کا موصوف سے متمکن کا مکان سے، مستعمل آلہ کا آلہ سے، اسی قلب کو عرش اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے! اور سلوک میں اسی قلب کا تصفیہ مقصود ہے!

سنت اللہ | تصفیہ قلب کے لئے شیوخ طریقت اس سنت اللہ کو پیش نظر رکھنے کی تاکید کرتے ہیں کہ حکیم مطلق کی حکمت بالغہ کا اقتضاء یہ ہے کہ جس قدر انسان اسباب ظاہرہ دنیویہ میں گرفتار رہتا ہے اور مادیات محسوسہ کی طرف متوجہ رہتا ہے، اسی قدر وہ آفات و آلام، پریشانی باطن تردد، خاطر و اضطرار، نفس و غفلت قلب میں مبتلا رہتا ہے، اور جس قدر زیادہ پرورش بدن میں مصروف رہتا ہے تن پروری و ظاہر آرائی میں منہمک ہوتا ہے، اسی قدر قلب کے احوال میں خرابی پیدا ہوتی ہے اور قوائے روحیہ میں ضعف نمودار ہوتا ہے، اور قلب کی صفائی و نورانیت

میں کمی پیدا ہوتی ہے اور کدورت و ظلمت میں زیادتی ہوتی ہے اسی لئے نسل کشی و ریاضت و مجاہدہ سلوک کے شرائط سے ہیں۔ اور ترکِ ماسوا لوازمِ طریقت سے ہے۔

بات یہ ہے کہ جاہل اپنی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا اور اسی گوشت و پوست کو اپنی ذات قرار دے لیتا ہے اور اپنے قلب کی بساطت و تجرد سے غافل ہوتا ہے۔ اور تن پروری میں مشغول رہتا ہے، اور نفس کے مرادات کو پورا کرنے میں مصروف رہتا ہے اور طبیعت کی خواہش کے مطابق مشتبہات جیبہ کے حصول میں لگا تار رہتا ہے اور زندگی کو جو سرمایۂ آخرت ہے، دنیائے ناپائیدار کی طلب میں ضائع کر دیتا ہے، اور معاد کی حقیقت سے بالکل غافل رہتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نفس کی حکم برداری میں لگ کر اس کو بالآخر تباہ کر دیتا ہے، اور نفس اپنی حکمرانی سے اس کو ہلاک کر دیتا ہے! اسی قسم کے جاہلوں کے متعلق کہا گیا ہے۔

فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ	تم نے اپنے نفس کو بھلا دیا اور راہ دیکھتے رہے
وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ	اور دھوکے میں پڑے رہے اور بہک گئے
حَتّٰى جَاءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ	اپنے خیالوں پر یہاں تک کہ آپہنچا حکم اللہ کا
بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (حدید ع ۲)	اور تم کو بہکا دیا اللہ کے نام سے اس دغاباز نے

بعض مفسرین نے کہا ہے فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ ای بالشہوات واللذات، وَ تَرَبَّصْتُمْ ای بالتوبۃ، وَارْتَبْتُمْ ای شککتم حَتّٰى جَاءَ اَمْرُ اللّٰهِ ای الموت وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اسی لئے تعجب کیا ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر جو دار الخلود، پر ایمان رکھتا ہے اور دار الغرور کے لئے کوشاں ہے۔

عجبًا کل العجب للمصدق بدار الخلود وھی یسعی لدار الغرور![1]

دنیا کی محبت تصفیۂ قلب اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ حبِّ دنیا قلب سے نہ نکلے، دنیا بذاتہ مذموم نہیں کیونکہ یہ مزرعۂ آخرت ہے اور اس مقصد کے حصول کا وسیلہ ہے دنیا سے محبت و تعلق مذموم ہے یہی معنی ہے اس قولِ نبوی کے: حبُّ الدنیا راس کلِّ خطیئۃ[2]

---

[1] اس روایت کا حوالہ دینا چاہیئے تھا (رحیق) [2] رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن حذیفہؓ مرفوعًا

دنیا میں اس امر کی صلاحیت ہے کہ انسان کو اعلی علیین تک پہنچا دے، یا اسفل السافلین تک گرا دے جو شخص دنیا کو راہ دین کے آلہ کے طور پر استعمال کرتا ہے، اور محض حظوظ جسمانی کے استیفا پر اپنی ہمت کو مرکوز نہیں کرتا، اور اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا، نیز ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم کی وعید پر نظر رکھتا ہے اور مما رزقنا ھم ینفقون پر عمل کرتا ہے وہ صورت کے لحاظ سے تو دنیا کا رہنے والا ہے لیکن اپنے قلبی تعلق کے لحاظ سے وہ ملاء اعلے میں زندگی بسر کر رہا ہے، وہ خدا کے لئے زندہ ہے نہ کہ ہوی کے لیے، دنیا اس کے واسطے صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے لئے عظیم الشان معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے، اور لسان نبوت سے اس کی تعریف یوں کی گئی ہے نعم المال الصالح للرجل الصالح، صالح کا مال بھی کیسا اچھا مال ہے! بات اتنی ہی ہے جو رومی نے کہی تھی،

چیست دنیا از خدا غافل بدن ۔ نے لباس و نقرہ و فرزند و زن

دنیا کی محبت اگر قلب میں نہ ہو، اس سے بے تعلقی قلب کا حال بن جائے اور حق تعالی کی محبت اس کی جگہ لے لے اور وجہ اللہ سے لذت نظر حاصل ہونے لگے اور "شوق لقا" اس کے قلب میں پیدا ہو جائے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح باوجود ملک و مال کے وہ اپنے کو مسکین کہہ سکتا ہے اس نکتہ کی وضاحت رومی کی زبان سے سنو:

چیست دنیا از خدا غافل شدن ۔ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
چونکہ مال و ملک را از دل براند ۔ زاں سلیمانؑ خویش را مسکین بخواند
ہر کہ از دیدار برخوردار شد ۔ ایں جہاں در پیش او مردار شد
ایں جہان و اہل او بے حاصل اند ۔ ہر دو اندر بیوفائی یک دل اند
مے نماید نور نار و نار نور! ۔ ورنہ دنیا کے بدی دار الغرور
بند بگسل باش آزاد اے پسر ۔ چند باشی بند سیم و بند زر
یک دو روزے چہ کہ دنیا ساعت است ۔ ہر کہ ترکش کرد اندر راحت است
معنی الترک راحت گوش کن ۔ بعد ازاں جام بقا را نوش کن

ترک دنیا کا مطلب ترک دنیا سے مراد دنیا کی محبت کا قلب سے منقطع ہو جانا ہے یہ نہ ہو تو کسی قسم کی ریاضت بھی مفید نہیں ہوتی، حضرت شیخ برہان الدین قدس سرہ اپنی تالیف ثمرات الحیات میں ایک مثال کے ذریعہ اس مفہوم کو واضح کرتے ہیں : فرض کرو کہ ایک کنوئیں میں چوہا گرا اور مرگیا، پانی میں بدبو پیدا ہوگئی، کوئی شخص اگر چاہے کہ کنوئیں کے پانی کو پاک کرے تو اس کو چاہیئے کہ سب سے پہلے اس چوہے کی لاش کو کنوئیں سے نکال لے اور پھر چند ڈول پانی کے کنوئیں سے نکال کر پھینک دے، پانی پاک ہوجائے گا، سڑے ہوئے چوہے کو کنوئیں میں رکھ کر کنوئیں کا پانی کتنا بھی نکالا جائے، کنواں ناپاک ہی رہے گا اور بدبو باقی! اس طرح دنیا کی محبت قلب میں رکھ کر ساری ریاضت فضول ثابت ہوتی ہے[۱]! قلب کا جو مقصود ہوتا ہے، وہی اس کا معبود ہوتا ہے! اسی لئے کہا گیا ہے کہ "ہرچہ دلبند تست خداوند تست" و "ہرچہ دربند آنی بندۂ آنی"! جب تک کہ قلب کے ورق کو نقوش پراگندہ سے صاف نہیں کیا جاتا، جو حب دنیا کے اثرات ہیں، قلب کا تصفیہ ممکن نہیں۔

خاطرت کے رقم فیض پذیرد ہیہات   گر از نقش پراگندہ ورق سادہ کنی

صحابۂ کرام و تابعین عظام تصفیہ قلب کے لئے علاوہ اور اعمال و اشغال کے موت ہادم اللذات کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے اور حق تعالےٰ نے فرماں برداروں کے واسطے جو ثواب اور نافرمانوں کے لئے جو عذاب مقرر کیا ہے اس کو ہمیشہ ذہن میں مستحضر رکھتے اور اس طرح ظاہری لذّتوں کا شوق ان کے دل سے اٹھ جاتا تھا، ہمیشہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے اور اس پر غور و تدبر کرتے اور وعظ اور جس حدیث سے دل نرم ہوتا ہے، اس کو سنا کرتے تھے۔

قرآن پر غور قرآن کریم میں ذم دنیا کی جو آیتیں ہیں ان پر غور تصفیۂ قلب کے لئے نہایت مفید ہے، ہم چند آیات کا یہاں ذکر کرتے ہیں تاکہ سالک ان پر غور کیا کرے اور اپنے قلب کے آئینہ کو ہموم و غموم دنیوی، حب دنیا اور اندیشۂ مالایعنی سے پاک و صاف کرلے اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین کے طریقے سے اپنے سلوک کو طے کرے۔

---

[۱] منقول از جواہر غیبی مؤلفہ سید مظفر علی شاہؒ مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۸۹۶ء ص ۲۵۷

حق تعالیٰ نے متاع دنیا کو "قلیل" قرار دیا ہے اور آخرت کو متقیوں کے لیے "خیر" کے لفظ سے یاد کیا ہے! افسوس ہے کہ یہ قلیل و ذلیل، رب جلیل کے خیر کثیر کے سدِ راہ ہو جائے اور اس نمودِ بے بود سے اس بے بود کا دروازہ بند ہو جائے!

قل متاع الدنیا قلیل	کہہ کہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت
والاخرۃ خیر لمن اتقی ولا	بہتر ہے پرہیزگار کو اور تمہارا حق نہ رہے گا
تظلمون فتیلا (نساء۔ ۷۷)	ایک تاگے کے برابر

حیاتِ دنیا کو لہو و لعب قرار دیا گیا ہے اور دار آخرت کو سرمایہ عیش و عشرت، اول الذکر ہوا پرستوں کا مقصود ہے اور ثانی الذکر حق پرستوں کا، ایک شر محض ہے دوسرا خیر محض۔

وما الحیوۃ الدنیا الا لعب و	اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر کھیل
لھو وللدار الاخرۃ خیر للذین	اور جی بہلانا اور آخرت کا گھر بہتر ہے
یتقون (سورۂ انعام۔ ۳۲)	پرہیزگاروں کے لیے۔

جس متاع دنیا کو قلیل کہا گیا ہے، اور جس میں انہماک لعو و لعب قرار دیا گیا ہے، جانتے ہو وہ کیا ہے؟ یہی حب زن و فرزند، زر و سیم کے انبار، زرق برق سواریاں اور کھیتیاں اور چوپائے اور مویشی! اور ان سے تعلق خاطر،

زین للناس حب الشھوات	فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں
من النساء والبنین والقناطیر	کی محبت نے جیسے عورتیں اور بیٹے
المقنطرۃ من الذھب والفضۃ	اور خزانے، جمع کئے ہوئے سونے اور
والخیل المسومۃ والانعام و	چاندی کے اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے
الحرث ذالک متاع الحیوۃ	اور مویشی اور کھیتی یہ فائدہ اٹھانا ہے دنیا
الدنیا واللہ عندہ حسن	کی زندگی میں اور اللہ ہی کے پاس ہے
المآب (آل عمران ۱۴)	اچھا ٹھکانا۔

ترک شہوتہاست حور و خانہ پردازی قصور — در بہشت اہل دل حور و قصور دیگر است
دولتِ دنیا گوارا نیست بر روشندلاں — تاج زر تا ہست بر سر شمع را گریاں کند!

ان شہوتوں اور لذتوں میں گرفتار ہوکر حق تعالے کو جو فراموش کر دیتے ہیں، ان کو قیامت کے دن اسی طرح فراموش کر دیا جائے گا، جس طرح وہ آج یوم آخرت کو بھلائے ہوئے ہیں۔ اور لقائے رب سے بے پروا ہیں۔

الذین اتخذوا دینھم لھوًا	جنہوں نے ٹھیرایا اپنا دین تماشا اور کھیل
ولعبًا وغرتھم الحیوۃ الدنیا	اور دھوکے میں ڈالا ان کو دنیا کی زندگی نے
فالیوم ننسا ھم کما نسوا	سو آج ہم ان کو بھلا دیں گے، جیسا انہوں
لقاء یومھم ھذا۔ (الاعراف:۱۳)	نے بھلا دیا اس دن کے ملنے کو۔

اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے بقا کو جاننے کے باوجود دنیا ہی کے متاع قلیل کے حصول پر اپنی ہمت مرکوز کرتا ہے، اور آخرت کے خیر کثیر سے بے پروا ہو جاتا ہے، اور سراب دنیا کی نمائش کو جان کر بھی اسی کے نظارہ سے خوش اور راضی رہتا ہے۔

ارضیتم بالحیواۃ الدنیا	کیا خوش ہوں گے دنیا کی زندگی پر آخرت
من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ	کو چھوڑ کر، سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا
الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل	کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت
(توبہ۔ ۶)	تھوڑا۔

دیدم ایں چشمۂ ہستی کہ جہانش خوانند   ایں قدر آب کہ دوست تواں شست ندا شت

جانتے ہو کہ قرآن حکیم نے دنیا کی زندگی کی مثال کیا دی ہے؟ حیاتِ دنیا گویا وہ پانی ہے جو آسمان سے برسا ہے، اور پھر اس سے زمین کا سبزہ رلا ملا نکلا، جب زمین نے اس پانی اور سبزے سے زیب و زینت حاصل کی، اور لوگوں کو گمان ہوا کہ یہ زمین ہمارے ہاتھ آگئی، ناگاہ زمین آفریں کا فرمان آپہنچا، کسی دن یا کسی رات اور اس نے تمام زیب و زینت کا ایسا صفایا کر ڈالا گویا یہاں ایک تنکا بھی نہ اگا تھا! بے شک اسی طرح انسان کی زندگی ہے، خواہ کتنی ہی حسین و تر و تازہ نظر آئے اور بے وقوف لوگ اس کی رونق و دلربائی پر مفتون و فریفتہ ہو کر اصل حقیقت کو فراموش کر دیں، لیکن اس کی یہ شادابی اور زینت و بہجت چند ہی روز ہے

اور بہت جلد زوال و فنا کے ہاتھوں نسیاً منسیاً ہو جائے گی۔

دریں چمن کہ بہار و خزاں ہم آغوش است	زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است
انما مثل الحیوٰۃ الدنیا	دنیا کی زندگانی کی وہی مثل ہے جیسے
کماءٍ انزلناہ من السماء فاختلط	ہم نے پانی اتارا آسمان سے، پھر رلا ملا
بہ نبات الارض مما یاکل	نکلا اس سے سبزہ زمین کا جو کہ کھائیں آدمی
الناس والانعام حتی اذا	اور جانور یہاں تک کہ جب پکڑلی زمین
اخذت الارض زخرفہا	نے رونق اور مزین ہوگئی اور خیال کیا
وازینت وظن اہلہا انہم	زمین والوں نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے
قادرون علیہا اتہا امرنا	گی، ناگاہ پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو
لیلاً او نہاراً فجعلناہا حصیداً	یا دن کو، پھر کر ڈالا اس کو کاٹ کر ڈھیر
کان لم تغن بالامس کذالک	گویا کل یہاں نہ تھی آبادی، اسی طرح ہم
نفصل الآیٰت لقوم یتفکرون	کھول کر بیان کرتے ہیں نشانیوں کو ان لوگوں
(یونس - ۲۴)	کے سامنے جو غور کرتے ہیں۔

دنیوی زندگی کی اس حقیقت سے واقف ہو کر بھی اگر ہم اس سے خوش و راضی ہوں اور اس سراب کے نظارہ میں رہ کر لذتِ آب (آخرت کی نعمتوں) سے محروم ہو جائیں تو ہم پہ افسوس ہے

دنیا چہ برائے ما حباب است	یا غرفۂ دود یا سراب است
آں کس کہ چنیں نہ دید اورا	در فکر ہمیشہ دل کباب است
وفرحوا بالحیوٰۃ الدنیا وما	اور فریفتہ ہیں دنیا کی زندگی پر اور دنیا
الحیوٰۃ الدنیا فی الآخرۃ	کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے آگے مگر
الا متاع (رعد: ۲۶)	متاعِ حقیر۔

یہ دنیا آخرت کا مزرعہ ہے، یہاں جو کچھ بویا جاتا ہے وہاں کاٹا جاتا ہے، جو اس خاکدان میں راسخ الایمان رہے گا اس کو آخرت میں بھی ثبات و ایقان حاصل ہوگا، اور جو اس کہنہ رباط

میں تہی دست رہا عمل و ایمان کے اعتبار سے آخرت میں بھی سراسیمہ و پریشان رہے گا۔

پاک شو تا ز اہل دیں گردی — آں چناں باش تا چنیں گردی

یثبت اللہ الذین امنوا بالقول	مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط
الثابت فی الحیوۃ الدنیا و فی	بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت
الاخرۃ ط و یضل اللہ الظالمین ویفعل	میں اور راہ بھلا دیتا ہے، اللہ بے انصافوں
اللہ مایشاء (ابراہیم - ۲۷)	کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہے۔

متاع دنیوی پر نظر کرنے اور اس کی طمع کرنے سے پیغمبر کو بھی منع کیا گیا ہے، دوسروں کی کیا مجال ہے کہ نگارخانۂ دنیا کا نظارہ کرے اور اس کی تمنا میں رہے! یہ چند روزہ بہار ہے جس کے ذریعہ امتحان مقصود ہے۔

ہمہ اندر زمن بتو ایں است — کہ تو طفلی و خانہ رنگین است

ولا تمدن عینیک الی ما متعنا	اور مت پسار اپنی آنکھیں اس چیز پر جو
بہ ازواجا منہم زہرۃ	فائدہ اٹھانے کو دی ہم نے ان طرح
الحیوۃ الدنیا لنفتنہم فیہ	طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی
ورزق ربک خیر و ابقی۔	ان کے جانچنے کو اور تیرے رب کی دی ہوئی
(طٰہٰ - ۱۳۱)	روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی۔

آج جو کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اس حیاتِ دنیوی کا سرمایہ ہے اور ہم اپنے جہل کی وجہ سے اس کے رنگ و بو پر فدا ہیں اور جو کچھ حق تعالٰے کے ہاں ہے اور خیر و ابقی ہے اپنی غفلت کی وجہ سے ہم اس سے بیزار ہیں! یہ ہے ہماری سمجھ جس پر ہمیں رونا چاہیئے اور یہ ہے ہماری دید و وادید جس پر ہمیں آنسو بہانا چاہیئے۔

دلا تا کے دریں زندان فریب ایں و آں بینی — یکے زیں راہ ظلمانی بروں شو تا جہاں بینی

وما اوتیتم من شیء	اور جو تم کو ملی ہے کوئی چیز سو فائدہ اٹھا
فمتاع الحیوۃ الدنیا و	لینا ہے دنیا کی زندگی میں اور یہاں کی
زینتہا وما عند اللہ	رونق ہے اور جو اللہ کے پاس ہے سو

خیر و ابقیٰ! (قصص، ۶۰) بہتر ہے اور باقی رہنے والا۔

آخرت فراموش احمق دنیا کے فوت ہو جانے پر افسوس کرتے ہیں اور جب ان کی نظر کسی دولتمند پر پڑتی ہے تو خواہش کرتے ہیں کہ کاش یہ جاہ وحشم ہمیں نصیب ہوتا، اور عقبیٰ دوست عاقل ثواب آخرت پر اپنی نظر جماتے ہیں اور دنیا و مافیہا کو آخرت کے مقابلہ میں ناچیز محض قرار دیتے ہیں، ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

قال الذین یریدون الحیواۃ	کہنے لگے جو لوگ طالب تھے دنیا کی زندگانی
الدنیا یلیت لنا مثل ما اوتی	کے اے کاش ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون
قارون انہ لذو حظ عظیم	کو بے شک اس کی بڑی قسمت ہے اور بولے
وقال الذین اوتوا العلم ویلکم	جن کو ملی تھی سمجھ اے خرابی تمہاری اللہ
ثواب اللہ خیر لمن امن وعمل	کا دیا ثواب بہتر ہے ان کے واسطے جو یقین لائے
صالحاً ولا یلقٰھا الا الصابرون	اور کام کیا بھلا اور یہ بات ان ہی کے دل میں
(قصص- ۷۹-۸۰)	پڑتی ہے جو صبر سے رہنے والے ہیں،

حیاتِ دنیا پر لہو ولعب کا اطلاق قرآن کریم میں متعدد جگہ کیا گیا ہے اور جو لوگ اس کو حیاتِ آخرت پر مقدم سمجھتے ہیں ان کی زجر و توبیخ بے شمار مقامات پر کی گئی ہے، یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا بازیچہ اطفال ہے اور آخرت ہر خیر اندیش کا سرمایہ۔

وما ھذہ الحیواۃ الدنیا الا لھو	یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے
ولعب وان الدار الاخرۃ لھی	اور پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا
الحیوان، لو کانوا یعلمون (عنکبوت۔ ۶۴)	اگر ان کو سمجھ ہوتی۔
انما الحیواۃ الدنیا لعب	یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا اور اگر
ولھو وان تومنوا وتتقوا یوتکم	تم یقین لاؤ گے اور بچکر چلو گے دے گا تم
اجورکم (محمد)	کو تمہارا بدلا۔

بدنیا توانی کہ عقبیٰ خری بخر جانِ من ورنہ حسرت بری۔

قرآن حکیم نے زندگی دنیا کی ایک اور مثال دی ہے اور اس کی ماہیت اس طرح بیان کی ہے کہ یہ زندگی لہو و لعب ہے۔ زینت و تفاخر و تکاثر مال و اولاد ہیں ہے یعنی آدمی اپنی عمر کے ابتدائی حصہ میں کھیل کود میں مصروف ہوتا ہے، پھر تماشے، پھر بناؤ سنگار اور فیشن پرستی میں گرفتار ہوتا ہے پھر نام و نمود کے حصول میں لگ جاتا ہے، پھر جب موت کے دن قریب آتے ہیں تو مال و اولاد کی فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ میرے بعد میرا گھر بنا رہے اور اولاد آسودگی سے زندگی بسر کرے مگر یہ سب ساز و سامان، یہ سارا ٹھاٹھ باٹھ فانی اور زوال پذیر ہے جیسے کھیتی کی رونق و بہار جو چند روزہ ہوتی ہے، پھر زرد پڑ جاتی ہے اور آدمی اور جانور اس کو روند کر چورا کر دیتے ہیں، اسی شادابی اور خوب صورتی کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا! یہی حال دنیا کی زندگی اور اس کے ساز و سامان، زیب و زینت کا ہے، درحقیقت وہ ایک دغا کی پونجی اور دھوکے کی ٹٹی ہے، آدمی اس کی عارضی بہار سے فریب کھا کر اپنا انجام تباہ کر لیتا ہے! موت کے بعد یہ چیزیں کچھ کام نہیں آتیں، وہاں کچھ اور ہی کام آتا ہے، وہ ایمان اور عمل صالح ہے، جو شخص دنیا سے یہ کما کر لے گیا، اس کو اپنے مالک کی خوشنودی اور رضامندی حاصل ہوگی اور جو دولتِ ایمان اور سرمایہ عمل صالح، سے تہی دست گیا کفر و عصیان کا بوجھ لے کر پہنچا اس کے لئے سخت عذاب اور جس نے ایمان کے باوجود اعمال میں کوتاہی کی اس کے لئے عذاب کے بعد رہائی و معافی ہے! دنیا کا خلاصہ وہ تھا اور آخرت کا یہ ہوا۔

اعلموا انما الحیوٰۃ الدنیا	جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی یہی ہے کھیل
لعب ولھو وزینۃ وتفاخر	اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں
بینکم وتکاثر فی الاموال و	اور بہتات ڈھونڈھنی مال کی اور اولاد کی
الاولاد کمثل غیث اعجب الکفار	جیسے حالت ایک بینہ کی جو خوش لگا کسانوں
نباتہ ثم یھیج فتراہ مصفرا	کو اس کا سبزہ، پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے
ثم یکون حطاما وفی الاخرۃ	زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے روندا ہوا گھاس
عذاب شدید ومغفرۃ من	اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور معافی
اللہ ورضوان وما الحیوٰۃ الدنیا	بھی ہے اللہ سے اور رضامندی اور دنیا

الامتاع الغرور (حدید - ۲) کی زندگانی تو یہی ہے مال دغا کا۔

قرآن حکیم ایک جگہ انسان کی شکایت کرتا ہے کہ وہ دنیا کی زندگی کو اور یہاں کے عیش و آرام کو اعتقاداً یا عملاً آخرت پر ترجیح دیتا ہے، حالانکہ دنیا قصیر و ناپائدار اور آخرت اس سے کہیں بہتر و پائدار ہے۔

بل توثرون الحیوٰۃ الدنیا	کوئی نہیں تم بڑھاتے ہو دنیا کے جینے کو
والاخرۃ خیر و ابقی ان ھذا	اور پچھلا گھر بہتر ہے اور باقی رہنے والا،
لفی الصحف الاولی صحف	یہ لکھا ہوا ہے پہلے ورقوں میں صحیفوں میں
ابراھیم و موسیٰ (اعلیٰ)	ابراہیم کے اور موسےٰ کے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی صراحۃً معلوم ہوتی ہے کہ خیر و بقائے آخرت حضرت ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کے زمانہ سے اس زمانہ تک ماثورہ ہے اور کسی امت کے لیئے کسی زمانہ میں بھی ایثار دنیا بر آخرت کا دستور نہیں رہا ہے، گویا اس گھر کی نیستی و ویرانی اور اس گھر کی ہستی و آبادی کا یقین تمام انبیاء علیہم السلام اور ساری کتب سماویہ و آیات الٰہیہ کا قرناً بعد قرنٍ وعصراً بعد عصرٍ متفق علیہ عقیدہ رہا ہے۔

احادیث جس طرح قرآن کریم کی آیتیں فنائے دنیا و بقائے آخرت کی منادی ہیں اور باآواز بلند کہہ رہی ہیں کہ جب تک کہ دنیا اور زخارفِ دنیا یا اس کی زینتوں اور لذتوں کی محبت سے قلب پاک و صاف نہیں ہوتا، سلوک الی اللہ میں ایک قدم بھی آگے اٹھ نہیں سکتا۔

بیار اشک و چو مشتاق گرد ر ا بفشاں ... کہ روئے ماہ نہ بینم تا دریں گرد یم

اسی طرح احادیث صحیحہ بھی اسی مدعا کی نشاندہی کرتی ہیں، ان میں بعض کا ذکر تدبّر و تفکر کے لیئے یہاں کیا جا رہا ہے:

مخبر صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

واللہ ما الدنیا فی الاخرۃ الا	خدا کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں اتنی
مثل ما یجعل احدکم اصبعہ	بھی تو نہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی
فی الیم فلینظر ما ترجع	انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کہ

(رواہ مسلم عن المستورد بن شداد) اس کو گیا ملا۔

مطلب یہ ہے کہ آخرت گویا دریا کے برابر ہے اور دنیا اس کے مقابلہ میں ایک قطرۂ آب کے مانند!

دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا:

ان ھذا المال خضرۃ حلوۃ	یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے جس نے اس کو
فمن اخذ بحقہ ووضعہ	لیا حق پر اور خرچ کیا حق پر تو وہ اس کے
فی حقہ فنعم المعونۃ ھو،	لیے اچھا مددگار ثابت ہوتا ہے اور جو اس
ومن اخذہ بغیر حقہ کان	کو بغیر حق لیتا ہے تو اس شخص کی مثال ایسی
کالذی یاکل ولا یشبع ویکون	ہے جیسے کوئی کھاتا تو ہے لیکن شکم سیر
شھیدا علیہ یوم القیامۃ	نہیں ہوتا۔ اور یہ مال قیامت کے دن اس
(متفق علیہ من حدیث ابی سعید خدری)	کے خلاف گواہی دے گا۔

حکیم بن حزام سے یہ حدیث اس طرح روایت کی گئی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، آپ نے مجھے دیا، میں نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر دیا، میں نے پھر مانگا، آپ نے پھر دیا اور فرمایا "اے حکیم یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے (یعنی دیکھنے میں اچھا معلوم ہوتا ہے) جس نے اس کو سخاوتِ نفس کے ساتھ لیا (یعنی بے پروائی اور بے طمعی سے لیا) اس کو برکت دی جاتی ہے اور جس نے اس کو اشراف نفس کے ساتھ لیا (یعنی حرص و طمع سے لیا) اس کو برکت نہیں دی جاتی اور وہ اس شخص کے مانند ہوتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا، دستِ بالا بہتر ہے دستِ زیریں سے" حکیم نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا ہے میں اب کسی سے آپ کے بعد کچھ نہ لوں گا، یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں، چنانچہ وہ اس عہد پر قائم رہے اور کسی سے کچھ نہ لیا یہاں تک کہ وفات پائی (متفق علیہما) سچ کہا ہے کسی نے

بے نیازی ہمتے دارد کریماں واقف اند
ماہم از دستِ رد خود چیزہا بخشیدہ ایم

حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ

الدنیا دار من لا دار لہ ومال	دنیا گھر اس کا ہے جس کے کوئی گھر نہیں۔

من لامال لہ ولہا یجمع من لا عقل لہ (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان)

اور مال اس کا ہے جس کے کوئی مال نہیں اور اس کے لیئے وہی جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں۔

حدیث طویل عمرو بن عوف میں فرمایا

فواللہ ما الفقر اخشی علیکم ولکنی اخشی ان تبسط الدنیا علیکم کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا فتھلککم کما اھلکتم (متفق علیہ)

خدا کی قسم مجھے تمہاری مفلسی کا خوف نہیں ہے بلکہ مجھے خوف یہ ہے کہ تم پر دنیا کشادہ ہو جائیگی جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی اور تم اس کے حاصل کرنے میں آپس میں مقابلہ کرنے لگوگے جیساکہ تم سے پہلے لوگوں نے کیا تھا اور وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جیساکہ

اسی مفہوم کی دوسری حدیث ہے جس کے راوی ابو سعید الخدریؓ ہیں۔

ان مما اخاف علیکم بعدی ما یفتح علیکم من زھرۃ الدنیا وزینتھا (متفق علیہ)

مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا تم سے ڈر ہے وہ دنیا کی تازگی اور زینت وزیبائش کی کشائش ہے۔

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ مخبر صادق کا یہ خوف صحیح نکلا، خلافت راشدہ کے بعد جب اسلام کے فتوحات زیادہ ہوئے تو مسلمان گلزار دنیا کی رونق وبہار کے گرفتار ہو گئے اور بہت کم اس ابتلاء سے محفوظ رہے۔

بادہ نوشیدن وہشیار نشستن سہل ست　　گر بدولت رسی مست نگردی مردی

ابو سعید خدریؓ کی دوسری روایت یہ ہے۔

ان الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللہ مستخلفکم فیھا فینظر کیف تعملون، فاتقوا الدنیا واتقوا النساء (رواہ مسلم)

دنیا شیریں وسرسبز ہے اور اللہ تعالٰے تم کو اس میں خلیفہ بنائے گا پھر دیکھے گا کہ تم کیا کرتے ہو، سو بچو تم دنیا سے اور بچو تم عورتوں سے۔

کیا خوب کہا ہے بہاء الدین عاملی نے

هر تازه گلے که زیب ایں گلزار است | گر بینی گل و گر بچینی خار است
از دور نظاره کن مرو پیش شمع | هر چند که نور مے نماید نار است

دنیا کے متعلق کسی جگہ ارشاد ہوا ہے۔

هذه الدنیا مرتحلة ذاهبة	یہ دنیا ایک منزل ہے گزرنے والی اور
وهذه الاخرة مرتحلة قادمة	یہ آخرت ایک منزل ہے آنے والی۔
ولکل واحد منهما بنون فان	اور ان میں سے ہر ایک کے فرزند ہیں، اگر
استطعتم ان لا تکونوا من بنی	تم سے ہو سکے تو فرزندان دنیا نہ بنو، عمل
الدنیا فافعلوا فانکم فی دار	کرو کہ تم اس وقت دار العمل میں ہو۔
العمل ولا حساب وانتم غدا	اور یہاں حساب نہیں اور کل تم دارِ
فی دار الاخرة ولا عمل (رواه البیهقی	آخرت میں ہو گے، اور وہاں
فی شعب الایمان عن جابر مرفوعاً)	عمل نہیں۔

یہ حدیث بخاری نے بھی حضرت علی سے روایت کی ہے، وہاں بجائے ذاهبة وقادمة کے مدبرة ومقبلة کے الفاظ آئے ہیں جن کا مفہوم ایک ہی ہے۔

دنیا کے متعلق یہ بھی فرمایا

الا ان الدنیا ملعونة وملعون	جان لو کہ دنیا ملعون ہے اور دنیا میں جو
ما فیها الا ذکر الله وما	کچھ بھی ہے وہ بھی ملعون ہے، مگر اللہ
والاه وعالم ومتعلم	کی یاد اور جو اس کے شغل ہے یا عالم یا علم
(رواه الترمذی وابن ماجه عن ابی هریرة)	سیکھنے والا۔

اس حدیث کے سمجھنے میں اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اللہ کی یاد اور اس کے شغل میں تمام نیک کام داخل ہو جاتے ہیں اور صرف دنیائے مذموم ہی ملعون قرار پاتی ہے جو انسان کو اپنی محبت میں فریفتہ کر کے جمیل مطلق کی محبت سے باز رکھتی ہے اور ارتکاب محارم پر جری کرتی ہے۔

(بشکریہ مجلہ معارف اعظم گڑھ) (باقی)

(بقیہ جرعات از صفحہ ۷۸) نہیں ہوتا، قرآن کے معانی بدل کر ہو یا لغتِ عربی میں اضافہ کر کے ضعیف و مردود بلکہ موضوع روایات کام میں لائی جاسکیں، یا صحیح حدیثوں کے انکار سے ۔ کسی شخصیت کا سہارا لینا پڑے، یا صحابہ کرام تک کو سنر دکرنے کی نوبت آئے، بنیادی اقدار کی گہرائیوں میں ڈوب کر یا ارتقا کے زینے پر چڑھ کر!

غرض کسی ضابطہ کی پابندی قبول کئے بغیر بہرصورت اپنا مدعا حاصل کرنا ہوتا ہے۔

یہاں تک لکھا جاچکا تھا کہ اخبارات سے معلوم ہوا کہ اشتراکی چین نے کسی بزرجمہر فلسفی کے کہنے پر اپنی معاشی ناہمواری کا یہی علاج تجویز کیا تھا مگر اب حکومت چین نے اس پالیسی کو ترک کر دیا ہے۔ اور اس کے راہنماؤں نے کہا ہے کہ اگر ہم سارے وسائل کو بروئے کار لائیں تو مزید ساٹھ کروڑ کے پیٹ بھر سکتے ہیں۔ یعنی ع

میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلماں ہو گیا!

اس خبر پر ہفت روزہ معاصر ایشیا لاہور تبصرہ کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"چینی راہنماؤں کی یہ بات اپنے اندر وزن بھی رکھتی ہے اور حقیقت بھی کہ اگر وہ اپنے سارے وسائل کو کام میں لائیں تو مزید ساٹھ کروڑ پیٹ بھر سکتے ہیں واقعہ یہ ہے کہ جس اللہ نے انسان کو پیدا کیا ہے، اس نے اس کے رزق کا سامان بھی بہم پہنچایا ہے۔ پانی اور ہوا کی طرح پیٹ بھرنے کے ذرائع اور وسائل اتنے بے پایاں ہیں کہ اگر ان کو پورے طور پر کام میں لایا جائے تو انسانی آبادی چاہے کتنی ہی بڑھتی چلی جائے اس کا پیٹ کسی اندیشے کے بغیر بھرا جاسکتا ہے اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے رزق کی کمی اور افلاس کے خوف سے نسل کشی کو بہت بڑا جرم قرار دیا ہے

وَلَا تَقْتُلُوٓا۟ أَوْلَٰدَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَٰقٍ	اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو
نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ	ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔
قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيرًا ۔ (۱۷: ۳۱)	درحقیقت ان کا قتل بڑی خطا ہے۔

اشتراکی چین کے مقاصد برتھ کنٹرول کے ترک کرنے سے جو کچھ بھی ہوں اس نے جو بات کہی ہے وہ ہم مسلمانوں کے کہنے کی تھی پھر اس نے تو یہ بات خالص مادی نقطۂ نظر کے تحت کہی ہے ہمارے تو ایمان و اعتقاد کا تقاضا ہے کہ اللہ کی رزاقی پر اعتماد رکھیں۔"